HABIB PUBLIC SCHOOL ALUMNI ASSOCIATION

Literary and Business review

By Yousuf Ali (Batch 1975)

ظفر کلیم کا کہنا ہے کہ لکھو۔ خدا کا کہنا ہے کہ پڑھو۔ اب میں کروں تو کیا کروں۔ لکھوں یا پڑھوں۔

چلو لکھتا ہوں۔ تاکہ تم سب پڑھو۔ سب خدا کی مانو، میرا بھی خدا ہی مالک ہے۔ وہ بخش دیتا ہے۔ مانو تو بھی دیتا ہے۔ نہ مانو تو بھی دیتا ہے۔ ظفو کلیم بھی بندہ تو خدا کا ہے۔اور اکثر بندوں کی طرح ہے۔ مانو تو دیتے ہوئے سوچتا ہے،نہ مانو تو نہ سوچتا ہے اورنہ دیتا ہے۔ کبھی کبھار ڈانٹ دیتا ہے۔ بس چلے تو یہ بھی نہ دے۔

چلو نہ لکھتا ہوں نہ پڑھتا ہوں ، سنتا ہوِں۔ تم لوگوں کی سنتا ہوں۔ کہ اس دور میں، نہ کوئی پڑھنا چاہتا ہے نہ لکھنا۔ ہاں سنانا ہرکوئی چاہتا ہے۔ بھانت بھانت کی ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ سننا کوئی نہیں چاہتا۔ اس کے لئے حوصلہ چاہئے، برداشت چاہئے۔ صبر چاہئے۔ ضبط چاہئے۔ یہ آجکل کسی کے پاس نہیں رہا۔ حالانکہ یہ بتا دیا گیا ہے کہ خاموش رہو گے تو اپنا کچھ نہیں بگاڑو گے، اور سنو گے تو سیکھو گے۔ تو تم سناؤ تاکہ میں سیکھوں۔

اور سناؤ۔ کیا ہو رہا ہے؟ کیا کہا، بس گذر رہی ہے۔ اور تم نے کیا کہا، جو گذری سو اچھی، ہہ وہ سوال ہے جو ہر کوئی، ہر کسی سے کرتا ہے۔ بات کی ابتدا کرنے یا بات آگے بڑھانے کے لئے، یا جاننے کے لیے، کہ جاننا انسان کی جبلت میں ہے
۔

ے تجاہل نے ان کے ہمیں مار ڈالا
جب آتے ہیں کہتے ہیں کیا ہو رہا ھے

اور جواب بھی وہی، گھسا پٹا۔ بس گذر رہی ہے۔ یہ آج تک کسی نے نہ بتایا کہ کون اور کہاں سے

ے یہی ہوتا رہا ہے ہمارے ساتھ اکثر
ہمارے ساتھ جیسا ہو رہا ہے

اس قوم نےشاعرِمشرق کے شکوہ کا کیا اثر لیا، پوری قوم شاکی ہو گئی۔

ے نہ بوچھو شبِ وصل کیا ہورہا ہے
گلے میں ہیں بانہیں گلہ ہو رہا ہے

HABIB PUBLIC SCHOOL ALUMNI ASSOCIATION

اب بہترین تعلیمی ادارےکے گلے میں بانہیں ہوں یا بہترین کاروباری ادارے کے ، جو جہاں ہے، جس حال میں ہے، شاکی ہے۔ نا خوش ہے، بے چین ہے۔ گلہ ہے کہ دل نہیں لگ رہا۔ نہ کام میں نہ کاج میں۔ دل لگے بھی تو کیسے لگے۔ دل کی سنتے نہیں۔ کسی کی نہیں سنتے، دل کی کیا سنیں۔ تو جو دل کہتا ہے، وہ سننا نہیں اور جو دل چاہتا ہے وہ کرنا نہیں۔

تمہیں آزاد پیدا کیا گیا ہے اور راستہ منتخب کرنے کی آزادی دی گئی ہے ۔ تو پھر اس آزادی کو داؤ پر کیوں لگاتے ہو۔ دل کی کیوں نہیں سنتے۔

ے دل کی آواز لاکھ مدہم ہے
دل کی آواز میں بڑا دم ہے

تو کسی کی سنو یا نہ سنو، دل کی سنو اور دل کی مانو۔ دل آزادی چاہتا ہے، تو اپنے کو آزاد کرو، ہر قسم کی غلامی سے ،خواہشات کی غلامی سے۔ منفی سوچ کی غلامی سے۔ بندوں کی غلامی سے۔ کہ غلامی میں خوف ہے۔ ذلت ہے۔ رسوائی ہے۔

ے ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر
وہ خوف و ذلت کے حلوے سے بہتر

اوراگردل غلامی کا عادی ہو چکا ہے، تو اسے غلام ہی رہنے دو۔ بس آقا بدل لو۔ اس کے غلام ہو جاؤ کہ جس کی غلامی میں آزادی ہے۔ اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ،پھر وہ کسی اور کے سامنے جھکنے نہیں دے گا۔

ے وہ ایک سجدہ جسے تُو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

وہ کہتا ہے پڑھو' لیکن وہ لکھنے سے، سننے سے اور سنانے سے روکتا نہیں۔ وہ کہتا ہے مجھے سناؤ' جس وقت چاہو، جس جگہ چاہو، میں سنوں گا۔ تو پھر سناؤ۔

یوسف علی - 1975